امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ حدیث

مصنف

انجینئر محمد فضل اللہ صابری چشتی

ناشر

فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن

523/7، وحید کتب مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ٦
Mobile: 09867934085 / Email: zubairqadri@in.com
Website: www.falaah.co.uk

کتاب کا نام	:	امام اعظم ابو حنیفہ اور علمِ حدیث
مصنف	:	انجینئر محمد فضل اللہ صابری چشتی
کمپوزنگ	:	محمد زبیر قادری (09867934085)
اشاعت اوّل	:	محرم الحرام ۱۴۳۴ھ/ دسمبر ۲۰۱۲ء
اشاعت دوم	:	ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء
تعداد	:	۲۲۰۰
صفحات	:	۲۴
قیمت	:	۲۰/روپے

ملنے کے پتے

- ☆ کتب خانہ امجدیہ، ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ٦
- ☆ ناز بک ڈپو، بھنڈی بازار، ممبئی۔۳
- ☆ مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں، مہاراشٹر (موبائل 9325028586)
- ☆ مدنی بک اسٹال، قادریہ مسجد کمپلیس، بنکاپور چوک، ہبلی، دھارواڑ، کرناٹک
- ☆ قادری ہاؤس، بلڈنگ نمبر 2، 2/3، لکشمی کالونی، آرسی مارگ، چیمبور، ممبئی 74
موبائل: 9769582684

Name of the Book	:	Imam e Aazam aur Ilme Hadis
Author	:	Engr. Muhammad Fazlullah Sabri Chisti
Publisher	:	Falaah Research Foundation 523/7, Waheed Kutub Market, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-110006

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدللهِ ربّ العالمين۔ الصلوٰة والسلام عليك يا سيد المرسلين۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد آیتوں میں سچ بولنے اور سچوں کا ساتھ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ چودہ سو سال سے اُمت مسلمہ کے ہر دور میں حاسدین اور شرپسندوں نے علماے حق پر نکتہ چینی اور اعتراضات کیے اور ان علماے حق یعنی اہلِ سنّت و جماعت کے شاگردوں نے ان اعتراضات کا مدلل اور مفصل جواب بھی دیا ہے۔ عوام الناس نے ہمیشہ ان علماے اہلِ سنّت کا ساتھ دے کر سچوں کے ساتھ ہونے کا حق ادا کیا۔ آج چودھویں صدی ہجری میں شرپسندوں کا ایک گروہ پیدا ہوگیا ہے جو اس اُمت کے ایک بہت بڑے اسکالر اور ولی، امام ابوحنیفہ ؒ پر اعتراضات کرتا ہے کہ وہ علمِ حدیث میں ضعیف تھے اور اپنے قیاس سے شریعت کے مسائل اخذ کیا کرتے تھے۔ بعض ایسے بھی افراد دیکھنے کو ملتے ہیں جو بنیادی اسلامی عقائد سے تو ناواقف ہیں پھر بھی اُمت کے اس جلیل القدر عالمِ دین پر اعتراض کرتے ہیں اور ان کے فقہ کو قرآن وسنّت کا مخالف بتاتے ہیں۔ اس کتابچے میں ہم نے امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی علمِ حدیث میں دسترس مختصر لفظوں میں واضح کی ہے تاکہ اس کے مطالعے سے عام قارئین امام اعظم ؒ کی علمی فوقیت کو تسلیم کریں اور نام نہاد اہلِ حدیث/سلفی حضرات کی گمراہیوں سے بچیں اور اپنے دین کی حفاظت کریں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد فضل اللہ صابری چشتی

بروز پیر ۱۱۔محرم الحرام ۱۴۳۴ھ/ ۲۶/نومبر ۲۰۱۲ء

حضرت نعمان بن ثابت ؒ کی ولادت کوفہ شہر (موجودہ عراق) میں ۸۰/ہجری میں ہوئی۔[۱] وہ ''امام اعظم''[۲] اور اپنی کنّیت ''ابوحنیفہ'' کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ فارسی النسل ہیں اور آپ کی پیدائش ایک تاجر گھرانے میں ہوئی۔[۳] امام اعظم کے والد حضرت ثابت کی ملاقات بچپن ہی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور یہ بات مشہور ہے کہ امام اعظم ؒ اسی دعا کا نتیجہ ہیں۔[۴]

امام اعظم ؒ چار مجتہد اماموں میں اوّل ہیں اور صرف انہیں ہی ان چاروں میں تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ انہوں نے صحابہ کرام میں انس بن مالک[۵]، عبداللہ بن الحارث ابن ذوالجاویہ، جابر بن عبداللہ، معقل ابن یاسر، واثلہ ابن اسقع، عائشہ بنت عجرد اور عبداللہ ابن انیس[۶] رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملاقات کی۔ واضح رہے کہ تابعی کا شرف حاصل کرنے کے لیے ایک مسلمان کا کسی صحابی سے ملاقات ہی کافی ہے۔ ان کی صحبت اختیار کرنا، یا ان سے حدیث روایت کرنا ضروری نہیں۔[۷] کچھ علما کے مطابق امام

---

۱ امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص ۳۹۱، مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء
{الامام، فقيه الملة، عالم العراق أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى التيمى، الكوفى، مولى بنى تيم الله بن ثعلبة يقال: انه من ابناء الفرس. ولد سنة ثمانين فى حياة صغار الصحابة}

۲ امام ذہبی: تذکرة الحفاظ، ج۱، ص۶۸. دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء
{الامام الأعظم فقيه العراق}

۳ امام ابن حجر: تهذيب التهذيب، ج۴، ص ۲۲۹، مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۵ء

۴ امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص۳۹۵. مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

۵ امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص ۳۹۱. مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء

۶ یہ امام ابن حجر عسقلانی کا قول ہے جس کو امام سیوطی نے نقل کیا ہے۔ امام سیوطی، تبیض الصحیفة، ص ۳۴، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

۷ امام ابن حجر: نزهة النظر، ص ۱۴۳، المکتب الوطنی، ریاض، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء

صاحب نے سات صحابہ کرام سے احادیث روایت کیں[8] اور بعض کے نزدیک یہ تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے۔[9]

امام اعظم ؒ فقہ کے ان چار اماموں میں سے ایک ہیں جن کے مذہب کی آج کثیر تعداد میں پیروی کی جاتی ہے۔[10] سب سے پہلے انھوں نے ہی فقہ کی تدوین کی اور ایک منظّم طریقے سے مختلف شعبوں میں بانٹ کر اس کے فروغ اور تبلیغ کا کام شروع کیا۔[11]

یہ بات صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت سفیان ثوری ؒ نے حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ابوحنیفہ ؒ اس روئے زمین کے تمام لوگوں میں سب سے بہترین فقیہ تھے۔[12] سفیان ثوری ؒ کے بھائی کے انتقال پر جب امام ابوحنیفہ ؒ ان کے گھر تعزیت کے لیے تشریف لائے، تب سفیان ثوری ؒ نے ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو کر فرمایا: ''اس شخص کا علم میں اعلیٰ مقام ہے۔ اگر میں ان کے علم کے لیے کھڑا نہ ہوتا تو ان کی عمر کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر عمر نہ ہوتی تو ان کے تقوے کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر تقویٰ نہ ہوتا، پھر ان کی فقاہت کے لیے کھڑا ہوتا۔''[13]

حضرت عبداللہ ابن مبارک ؒ نے فرمایا: ''ابوحنیفہ ؒ فقہ میں سب سے بہتر

---

[8] حافظ ابن کثیر: البدایہ والنهایة، ج۱۳، ص ۴۱٦، دارعالم الكتب، رياض، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء

[9] امام الهيتمى: الخيرات الحسان فى مناقب ابى حنيفة النعمان، ص۲۵، مصر ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰٦ء

[10] حافظ ابن کثیر: البدایہ والنهایة، ج۱۳، ص ۴۱٦، دارعالم الكتب، رياض، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء

[11] امام الهيتمى: الخيرات الحسان فى مناقب ابى حنيفة النعمان، ص۲۵، مصر ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰٦ء

[12] امام الخطيب البغدادى: تاريخ بغداد، ج۱۵، ص ۴۷۱، دارالغرب الاسلامى، بيروت ۱۴۲۲ھ /۲۰۰۱ء

{من عند أبى حنيفة فيقول لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض}

[13] ايضاً: ج۱۵، ص۴٦۷-۴٦۸

{وما أنكرت من ذاک هذا رجل من العلم بمكان فان لم أقم لعلمه قمت لسنه وان لم اقم لسنة قمت لفقهه وان لم أقم لفقه قمت لورعه فاحجمنى فلم يكن عندى جواب}

ہیں۔ میں نے فقہ میں ان جیسا کسی کو نہ دیکھا۔''[14]

فقہ میں ان کے مقام و مرتبے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام شافعی ؒ نے فرمایا: ''لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔ میں نے فقہ میں ابوحنیفہ سے بہتر کسی کو نہ پایا۔''[15] ایک دوسرے قول میں امام شافعی ؒ نے فرمایا: ''لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال (اولاد) ہیں۔''

امام شافعی ؒ کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی ؒ فرماتے ہیں: ''فقہ اور اس کی تفصیلات میں قیادت ان (یعنی امام ابوحنیفہ) کی ہے، اور اس میں کوئی دورائے نہیں۔''[16]

امام اعمش ؒ کا فنِ حدیث میں ایک اعلیٰ مقام ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے اُن سے چند سوال کیے۔ انھوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے پوچھا: ''آپ اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں؟'' آپ نے سب کا جواب دیا۔ انھوں نے کہا یہ جوابات آپ کو کہاں سے معلوم ہوئے؟ فرمایا ان احادیث سے جن کو میں نے آپ سے روایت کی اور چند حدیثیں آپ نے سند کے ساتھ سنائیں۔ امام اعمش ؒ نے فرمایا آپ کو کافی ہے وہ حدیثیں جو میں نے سو دن میں روایت کی، آپ نے مجھ سے ایک ساعت میں روایت کردیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم ان احادیث پر عمل کروگے۔ اے گروہِ فقہا تم لوگ اطبّا ہو اور ہم لوگ عطّار ہیں۔''[17]

---

[14] ايضاً: ج۱۵، ص ۴٦۹

{وأما أفقه الناس فأبو حنيفة ثم قال ما رأيت فى الفقه مثله}

[15] ايضاً: ج۱۵، ص۴۷۴

{الشافعى يقول الناس عيال على أبى حنيفة فى الفقه الشافعى يقول ما رأيت أحدا أفقه من أبى حنيفة}

[16] امام ذهبى: سير اعلام النبلاء، ج٦، ص۴۰۳. مؤسسة الرسالة ،بيروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹٦ء

{وقال الشافعى : الناس فى الفقه عيال على أبى حنيفة . قلت : الأمامة فى الفقه ودقائقه مسلمة الى هذا الامام . وهذا أمر لا شک فيه}

[17] امام ابن حبان: الثقات ، ج۸، ص۴٦۷، دائرة المعارف، الهند ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء

{قال : الأعمش أنتم يا معشر الفقهاء الأطباء ونحن الصيادلة}

ایک دوسری روایت میں امام اعمش ؒ نے فرمایا: ''اور اے ابوحنیفہ تم دونوں طرف کو لیے ہوئے ہو یعنی طبیب وعطّار، فقیہہ ومحدث دونوں ہو۔''[۱۸]

امام اعمش ؒ کی روایت کا اشارہ اس طرف تھا کہ جس طرح عطّار صرف دواؤں کو بیچتا ہے اور اسے بیماریوں کا علم نہیں ہوتا، جبکہ اطبّا کو بیماریوں کے علم کے ساتھ ساتھ مرض کے لیے استعمال کی جانے والی دواؤں کا بھی علم ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح بعض محدّثین صرف حدیثوں کو روایت کرتے ہیں لیکن فقہا اُن احادیث سے مسائل استنباط کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

مجتہد کے مقام پر فائز ہونے کے لیے علمِ حدیث میں ماہر ہونا ایک شرط ہے۔ ایک فقیہہ کے علم کی وسعت کا اندازہ اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل ؒ کے شاگرد عبیداللہ ابن منادی ؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام احمد بن حنبل ؒ سے پوچھا کہ ایک لاکھ حدیثیں جسے یاد ہوں کیا وہ فقیہہ ہے؟ فرمایا نہیں۔ کیا دو لاکھ؟ فرمایا نہیں۔ کیا تین لاکھ؟ فرمایا نہیں۔ کیا چار لاکھ؟ تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر (ہاں کا) اشارہ کیا۔[۱۹]

ایک فقیہہ کی محدّث پر فضیلت کا ذکر سُنن ابوداؤد کی حدیث میں بھی وارد ہے۔ حضرت زید بن ثابت ؒ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش وخرم رکھے، جس نے مجھ سے کوئی بات سُنی اور اُس نے یاد رکھا۔ یہاں تک کہ وہ دوسروں تک پہنچائے۔ کئی ایک فقہ جاننے والے ایسے ہیں جو اپنے سے زیادہ

---

[۱۸] امام الهيتمي: الخيرات الحسان فى مناقب ابى حنيفة النعمان، ص ۶۹، مصر ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء
{وأنت أيها الرجل أخذت بكلاالطرفين}

[۱۹] شيخ ابن القيوم: اعلام المؤقعين، ج۶، ص ۱۱۵، دار ابن الجوزية، السعودية العربية، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء
{رواية محمد بن عبيد الله بن المنادى وقد سمع رجلا يسالا اذا حفظ الرجل مائة الف حديث يكون فقيها قال لا قال فمائتى ألف قال لا قال فثلاثمائة الف قال لا قال فأربعمائة الف قال بيده هكذا وحركها.}

فقہ جاننے والوں کو بتائیں گے اور کئی فقہ کے عامل ایسے ہوں گے جو حقیقت میں فقیہہ نہیں ہوں گے۔''[۲۰]

اس سے واضح ہوا کہ بعض لوگ حدیث روایت تو کرتے ہیں لیکن اس سے فقہی احکام اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ امام ابوحنیفہ ؒ مجتہد مطلق کے مقام پر فائز تھے۔ وہ نصِ قطعی سے لسانی اور قانونی احکامات اخذ کرنے میں قابلیت رکھتے تھے۔ انھوں نے نہ صرف سیکڑوں احادیث یاد کیں بلکہ اُن احادیث سے فقہی مسائل بھی استنباط کیے۔ امام اعمش ؒ کی رائے دوہراتے ہوئے فنِ حدیث کے ایک اور ماہر امام ترمذی ؒ تحریر فرماتے ہیں: ''فقہا خوب جانتے ہیں حدیث کے معنی کو۔''[۲۱] چونکہ امام ابوحنیفہ ؒ ایک مجتہد مطلق تھے۔ اس لیے اُن کے علمِ حدیث پر کوئی سوال نہیں اُٹھتا کیوں کہ حدیث کی مہارت مجتہد مطلق ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط ہے۔

حضرت امام اعظم ؒ کی پیدائش کے وقت کوفہ شہر علم کے مرکز کی حیثیت سے معروف تھا۔ بہت سے صحابہ کرام کوفہ شہر میں اقامت گزیں ہوئے۔ مشہور تابعی حضرت قتادہ بن دعامہ ؒ (م ۱۱۷ھ/ ۷۳۵ء) فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک ہزار پچاس (۱۰۵۰) صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کوفہ میں مقیم ہوئے، جن میں سے چوبیس (۲۴) بدری صحابہ تھے۔[۲۲] ان صحابۂ کرام سے جو احادیث روایت ہوئیں وہ کوفہ

---

[۲۰] امام ابو داؤد: سُنن، ج۴، ص ۴۶، باب كتاب العلم، حديث ۳۶۶۰، دار ابن حزم، بيروت ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء
{نضر الله امرأ سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه فرب حامل فقه الى من هو أفقه منه ورب حامل فقه ليس بفقيه}

[۲۱] امام ترمذى: جامع الترمذى، ج۳، ص ۳۰۷، باب كتاب الجنائز، حديث ۹۹۰، مصطفى الباب الحلبى، مصر ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء {قال الفقهاء وهم أعلم بمعانى الحديث}

[۲۲] امام سخاوى: فتح المغيث بشرح الفقيه الحديث للعراقى، ج۴، ص ۱۱۱، مكتبة السنة، مصر ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء
{وقال قتادة: نزل الكوفة من الصحابة ألف وخمسون؛ منهم أربعة وعشرون بدريون}

شہر میں مختلف اساتذہ کے ذریعے امام ابوحنیفہ ؒ تک پہنچیں۔ یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے کہ حدیث کے مرکز میں پیدا ہونے کے باوجود امام ابوحنیفہ ؒ کو حدیث کا علم نہ ہو۔ معتبر علمائے کرام نے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے اپنے علمِ حدیث میں اضافے کے لیے دور ونزدیک کے بہت سفر کیے۔ امام ذہبی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''امام ابوحنیفہ نے حدیث کی تلاش میں ۱۰۰ھ کے بعد بہت سے اسفار کیے۔''[۲۳]

امام سمعانی ؒ (م۵۶۲ھ/۱۱۶۶ء) فنِ حدیث اور تاریخ میں ایک سَند کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''جب امام ابوحنیفہ حصولِ علم میں مشغول ہوئے تو اس گہرائی کو جا پہنچے جہاں تک دوسرے نہ پہنچ پائے''۔[۲۴] امام ابوالموٴید الموفق بن احمد بن محمد المکی الخوارزمی ؒ (م۵۶۸ھ/۱۱۷۲ء) نقل فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا۔ جن میں سے انہوں نے دوسو چھیالیس (۲۴۶) شیوخ کے اسما درج کیے ہیں۔[۲۵] ان میں سے ایک استاذ کا نام امام شعبی ؒ (م۱۰۴ھ/۷۲۲ء) ہے، جنہوں نے پانچ سو (۵۰۰) صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ملاقات کی[۲۶] اور ایک سو پچاس (۱۵۰) صحابۂ کرام سے احادیث روایت کیں۔[۲۷] وہ امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے کبائر شیوخ میں سے ایک تھے۔[۲۸] اب اندازہ لگایئے جب امام ابوحنیفہ ؒ کے

[۲۳] امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص۳۹۶. مؤسسة الرسالة ،بیروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء
{الامام أبا حنيفة طلب الحديث وأكثر منه في سنة مائة وبعدها}

[۲۴] امام السمعانی: كتاب الانساب، ج۶، ص۶۷ . مكتبة ابن تيمية، قاهره ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء
{واشتغل بطلب العلم وبالغ فيه حتى حصل له ما لم يحصل لغيره}

[۲۵] امام الخوارزمی: مناقب الامام الاعظم، ج۱، ص۶۷تا ۸۸، دائرة المعارف، الهند ۱۳۲۱ھ/ ۱۸۹۴ء

[۲۶] امام ذہبی: تذكرة الحفاظ، ج۱، ص۸۱. دارالكتب العلمية، بيروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء
{شعبة عن منصور بن عبد الرحمن عن الشعبي قال: أدركت خمسمائة من أصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم}

[۲۷] امام ذہبی: تذكرة الحفاظ، ج۱، ص۷۹. دارالكتب العلمية، بيروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء
{رَوَى عن : خمسين ومائة من أصحاب رسول اللّٰه صلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّمَ}

[۲۸] امام ذہبی: تذكرة الحفاظ، ج۱، ص۷۹. دارالكتب العلمية، بيروت ۱۳۷۴ھ /۱۹۵۶ء
{وهو اكبر شيخ لأبي حنيفة}

ایک استاذ کی علمی وسعت کا یہ مقام ہے تو امام ابوحنیفہ ؒ نے اپنے تمام شیوخ سے کتنی احادیث سماعت کی ہوں گی!

امام یعقوب الحارثی ؒ (م۳۴۰ھ/۹۵۲ء) روایت کرتے ہیں کہ یحییٰ بن نصر ؒ فرماتے ہیں کہ ''مَیں امام ابوحنیفہ کے یہاں ایسے کمرے میں داخل ہوا، جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ مَیں نے اُن کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا یہ سب کتابیں حدیث کی ہیں۔ اور مَیں نے ان سے تھوڑی سی حدیثیں بیان کی ہیں، جن سے نفع اُٹھایا جائے۔''[۲۹]

عبداللہ ابن مبارک ؒ جو کہ حدیث کے فن میں امام کا درجہ رکھتے ہیں انھوں نے بھی امام ابوحنیفہ ؒ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔[۳۰] یہ بات صحیح سَند سے ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا ''اگر کسی کو اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دینے کا اختیار ہے تو وہ بلاشبہ ابوحنیفہ ؒ ہیں۔''[۳۱]

عبدالرحمٰن خلاّد الرامہرمزی ؒ (م۳۶۰ھ/ ۹۷۰ء) اپنی کتاب ''المحدث الفاصل بین الراوی والواعی'' جو فنِ حدیث میں لکھی گئی کتابوں میں سے اوّل ترین کتاب ہے، میں فرماتے ہیں ''امام شعبہ اور امام سفیان ثوری کے درمیان جب کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہوتا تو دونوں کہا کرتے کہ ہم دونوں کو مسعر (ابن

[۲۹] امام يعقوب الحارثی: مسند أبي حنيفة، ص۲۷۶، روایت۸۰۵، دارالكتب العلمية، بيروت ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء
{حديث مرفوع: كَتَبَ اِلَيَّ صَالِحُ بْنُ أَبِي رُمَيْحٍ , أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍ وَالْوَرَّاقُ، أَخْبَرَنَا خالِدُ بْنُ نِزَارٍ ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ نَصْرِ بْنِ حَاجِبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ، فِيْ بَيْتٍ مَمْلُوءٍ كُتُبًا فَقُلْتُ: مَا هَذَا قَالَ: هَذِهِ أَحَادِيثُ كُلُّهَا , وَمَا حَدَّثْتُ بِهِ اِلا الْيَسِيْرَ الَّذِىْ يُنْتَفَعُ بِهِ}

[۳۰] امام ابن ابی شیبه: مصنف، ج۷، ص۵۷۴، (حديث ۱۲۵۳۲) اور ج۱۴، ص۳۴۲ (حديث ۲۸۶۱۱) دار قرطبة، بيروت ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۷ء

[۳۱] امام الخطيب البغدادی: تاريخ بغداد، ج۱۵، ص۴۷۱، دارالغرب الاسلامی، بيروت ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء
{عبد الرزاق يقول سمعت بن المبارک يقول ان كان احد ينبغي له ان يقول برايه فأبو حنيفة ينبغي له أن يقول برأية أخبرلي}

کدام) کے پاس لے چلو، جوفنِ حدیث کے میزانِ علم ہیں۔"[۳۲]

امام شعبہ بن الحجاج ؒ (م ۱۶۰ھ/ ۷۷۷ء) اور امام سفیان ثوری ؒ (م ۱۶۱ھ/ ۷۷۸ء) دونوں ہی فنِ حدیث میں امام کا درجہ رکھتے ہیں۔ جب ان دونوں میں کسی حدیث کو لے کر اختلاف ہوتا تو ہووہ معسر ابن کدام ؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ اس واقعے سے امام معسر ابن کدام ؒ کے بالا واولیٰ مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی لیے صحاح ستّہ کے تمام مصنّفین نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

اب آیئے معسر بن کدام ؒ کی اُس روایت کی طرف توجہ فرمائیں جس سے امام ابوحنیفہ ؒ کے فنِ حدیث میں بلند پایہ مقام کا اندازہ ہو۔ امام معسر ابن کدام ؒ فرماتے ہیں: "مَیں نے امام ابوحنیفہ کی رفاقت میں حدیث کی تحصیل کی تو وہ ہم پر غالب رہے، اور زہدو پرہیزگاری میں مصروف ہوگئے اور اس میں بھی فائق رہے۔ اور فقہ ان کے ساتھ شروع کی تو تم دیکھتے ہو کہ اس فن میں کمالات کے کیسے جوہر دکھائے۔"[۳۳]

امام شعبہ ؒ فنِ جرح وتعدیل میں ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام ابنِ عبدالبر ؒ اپنی سَند سے نقل فرماتے ہیں کہ "شعبہ بن حجاجؒ امام ابوحنیفہ کے بارے میں اچھی رائے رکھا کرتے تھے۔"[۳۴]

مسعر بن کدام ؒ اور شعبہ ابن حجاج ؒ کی اِن روایتوں سے یہ بات سورج کی

[۳۲] امام الرامھرمزی: المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، ص۳۹۵، روایت ۴۰۲، دارالفکر، بیروت ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء

{حدثنا عبدالله بن أحمد الغزاء قال: سمعت ابراهيم بن سعيد الجوهري يقول: كان شعبة وسفيان اذا اختلفا قالا: اذهبا بنا الى الميزان مسعر}

[۳۳] امام ذهبی: مناقب الامام أبی حنيفة وصاحبيه أبی يوسف و محمد بن الحسن، ص۴۳. جنة احياء المعارف النعمانية، الهند ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء

{أبو يحيى بن أبی مَيْسَرة: ثنا خَلَّاد بن يحيى قال: قال مِسْعَرُ بن كِدَام: طلبتُ مع أبی حنفية الحديث فغَلَبنا، وأخذنا فی الزهد فَبَرع علينا، وطلبنا معه الفقه فجاء منه ما تَرَون}

[۳۴] امام ابن عبدالبر: الاتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، ص۱۹۶، دار البشائر الاسلامية، بيروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء

{شبابة بن سوار يقول كان شعبة حسن الرأى فی أبی حنيفة}

طرح روشن ہو جاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ نہ صرف حدیث کے فن میں امام تھے، بلکہ ایک ثِقہ راوی بھی تھے۔ وہ راوی جو مضبوط و معتبر ہو اور جس کی روایتیں قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں، وہ ثِقہ کہلاتے ہیں۔

مکّی ابن ابراہیم ؒ (م ۲۱۴ھ/ ۸۲۹ء) فنِ حدیث میں امام کا درجہ رکھتے ہیں اور امام بخاری ؒ کے کبائر شیوخ میں سے ایک ہیں۔ انھوں نے نہ صرف امام ابوحنیفہ ؒ سے حدیثیں روایت کیں، بلکہ امام ابوحنیفہ ؒ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا "وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔"[۳۵]

امام المزّی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ صالح ابن محمد ؒ فرماتے ہیں کہ مَیں نے یحییٰ ابن معین ؒ (م ۲۳۳ھ/ ۸۴۷ء) سے سنا کہ "ابوحنیفہ حدیث میں ثِقہ تھے۔ وہ حدیث کو تب تک روایت نہ کرتے، جب تک کہ وہ اُن کے حافظے میں نہ ہو۔"[۳۶] امام ذہبی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "صحابہ، تابعی، اوزاعی، ثوری، مالک اور ابوحنیفہ کے زمانے میں منطق اور فلسفہ کو علوم کے درجے میں شامل نہ کیا جاتا تھا۔ بلکہ اُن کے زمانے میں علومِ قرآن وحدیث کو ہی علم کے زمرے میں شمار کیا جاتا تھا۔"[۳۷]

اس سے واضح ہوا کہ مکّی بن ابراہیم ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کو اپنے زمانے کا

[۳۵] امام الخطیب البغدادی: تاریخ بغداد، ج۱۵، ص۴۷۳، دارالغرب الاسلامی، بیروت ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء

{وقال النخعی حدثنا اسماعيل بن محمد الفارسی قال سمعت مكی بن أبراهيم ذكر أبا حنيفة فقال كان أعلم أهل زمانه}

[۳۶] امام المزی: تهذيب الكمال، ج۲۹، ص۴۲۴، مؤسسة الرسالة، بيروت ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء

{وقال صالح بن محمد الاسدی الحافظ: سمعتُ يحيىٰ بن معين يقول: كان أبو حنيفة ثقة فی الحديث}

[۳۷] امام ذهبی: تذكرة الحفاظ، ج۱، ص۲۰۵. دارالكتب العلمية، بيروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء

{بعلم المنطق والجدل وحكمة الأوائل التی تسلب الايمان وتورث الشكوك والحيرة التی لم تكن والله من علم الصحابة ولا التابعين ولا من علم الأوزاعی والثوری ومالک وأبی حنيفة وابن أبی ذئب وشعبة ولا والله عرفها ابن المبارک . ولا أبو يوسف القائل من طلب الدين بالكلام تزندق ولا وكيع ولا ابن مهدی ولا ابن وهب ولا الشافعی ولا عفان ولا أبو عبيد ولا ابن المدينی واحمد وأبو ثور والمزنی والبخاری والأثرم ومسلم والنسائی وابن خزيمة وابن سريج وابن المنذر وأمثالهم بل كانت علومهم القرآن والحديث والفقه والنحو وشبه ذلک نعم}

سب سے بڑا عالم کہا، تو اُن کی مراد قرآن وحدیث ہی کا علم تھا۔

علی بن مدینی ؒ (م۲۳۵ھ/ ۸۵۰ء) روایت فرماتے ہیں کہ ''(سفیان) الثوری، ابن مبارک، حمّاد بن زید، ہشیم وکیع بن جرّاح، عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیں۔ اور وہ ثِقہ ہیں۔''[38]

ابن عبدالبر ؒ (م۴۶۳ھ/ ۱۰۷۱ء) حدیث اور فقہ کے میدان کے سڑسٹھ (٦٧) کبائر علما کے نام تحریر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ 'ان تمام نے امام ابوحنیفہ کی تعریف بلند اور اچھے الفاظ میں کی ہے۔''[39]

امام ابوداوٗد ؒ (م۲۷۵ھ/ ۸۹۷ء) صاحبِ سُنن جو فنِ حدیث میں حجّت کا مرتبہ رکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ مالک پر رحم فرمائے، وہ امام تھے۔ اللہ تعالیٰ شافعی پر رحم فرمائے، وہ امام تھے۔ اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحم فرمائے، وہ امام تھے۔''[40]

غور فرمائیں امام ابوداوٗد ؒ جیسی عظیم شخصیت تو امام ابوحنیفہ کو اپنا ''امام'' مانتی ہے۔ لیکن آج کے کالج جانے والے نادان طلبا ان کو امام ماننا تو دور، ان کی شان میں بدکلامی کر کے اپنی آخرت برباد کرتے ہیں۔

امام ذہبی ؒ (م۷۴۸/ ۱۳۴۷ء) کا شمار اس اُمّت میں فنِ حدیث اور بالخصوص جرح وتعدیل میں اُن علما میں ہوتا ہے جو اپنے آپ میں ایک سَند کی حیثیت رکھتے تھے۔

---

[38] امام ابن عبدالبر: جامع بیان العلم وفضله، ص ۱۰۸۳، روایت ۲۱۱۲، دار ابن الجوزی، دمّام، سعودی عرب ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء

{وقال علی بن المدینی: 'أبوحنیفة رویٰ عنه الثوری وابن المبارک وحماد بن زید و هشیم ووکیع بن الجراح وعباد بن العوام و جعفر بن عون، وهو ثقة لا بأس به.}

[39] امام ابن عبدالبر: الاتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، ص۱۹۳ تا ۲۲۹، دار البشائر الاسلامیة، بیروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء

[40] ایضاً: ص ٦

{سمعت أبا داؤد سلیمان بن الأشعث بن اسحاق السجستانی رحمه الله یقول: رَحِمَ الله مالکا کان اماماً، رحم الله الشافعی کان اماماً، رحم الله أبا حنیفة کان اماماً}.

امام ذہبی ؒ نے راویانِ حدیث کی قبولیت کے جو شرائط رکھے، وہ بڑے سخت ہیں۔ ان جیسے سخت نقّاد نے نہ صرف امام ابوحنیفہ ؒ کی تعریف کی ہے، بلکہ اُن کے مناقب پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔

امام ذہبی ؒ (تلمیذ شیخ ابن تیمیہ) نے امام ابوحنیفہ ؒ کا ذکر اپنی مشہور کتاب ''تذکرۃ الحفّاظ'' میں کیا ہے۔ اس کتاب کی ابتدا میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''یہ مستقیم السیرت حاملین حدیث ورجال کی توثیق وتضعیف نیز حدیث کی تصحیح وتضعیف میں جن کے اجتہاد ورائے کی جانب رجوع کیا جاتا ہے، کے اسما کا تذکرہ ہے۔''[41]

خارجہ بن زید ؒ کے متعلق امام ذہبی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''ان کا فقہ میں بلند مقام تھا، لیکن قلیل الحدیث ہیں، اس لیے میں نے ان کا حفّاظ میں تذکرہ نہیں کیا۔''[42]

اسی طرح امام ذہبی ؒ نے اُن لوگوں کا بھی ذکر نہیں کیا، جو حافظِ حدیث تو تھے لیکن ثِقہ راوی نہ تھے۔ چنانچہ امام ذہبی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''ہشام بن محمد الکلبی حافظِ حدیث تھے۔ لیکن متروک راوی ہیں، ثِقہ نہ تھے۔ اس لیے مَیں نے ان کا شمار حفّاظِ حدیث میں نہیں کیا ہے۔''[43]

ان دو مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام ذہبی ؒ نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفّاظ'' میں صرف ان راویوں کا ذکر کیا ہے جو نہ صرف حافظِ حدیث تھے بلکہ

---

[41] امام ذهبی: تذکرة الحفاظ، ج ۱، ص ۱. دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء

{هذه تذکرة باسماء معدلی حملة العلم النبوی ومن یرجع الی اجتهادهم فی التوثیق والتضعیف، والتصحیح والتزییف وبالله اعتصم وعلیه اعتمدوالیه انیب}

[42] ایضاً: ج ۱، ص ۹۱

{خارجة بن زید بن ثابت الأنصاری المدنی أحد الفقهاء من کبار العلماء الا انه قلیل الحدیث فلهذا لم أذکره فی الحفاظ رحمه الله تعالیٰ}

[43] ایضاً: ج ۱، ص ۳۴۳

{هشام بن الکلبی الحافظ أحد المتروکین لیس بثقة فلهذا لم أدخله بین حفاظ الحدیث}

ثقہ بھی تھے۔ اور اسی کتاب میں امام ذہبیؒ، امام ابوحنیفہؒ کا ذکر ''الامام الاعظم'' کے الفاظ سے کرتے ہیں۔[44] اور کئی صفحات میں امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے اساتذہ کا ذکر بلند و بالا الفاظ سے کیا ہے۔ جبکہ حیرت یہ ہے کہ آج کے دَور میں کچھ ضدّی اور ہٹ دھرم لوگ امام ابوحنیفہؒ کو ''امام'' ماننے سے منکر ہیں، اُن کے نزدیک لفظ ''امام اعظم'' کا استعمال بھی اُن کے لیے ناجائز ہے۔ ان لوگوں کا یہ سارا اعتراض تیرہ سو سال کے تمام علمائے کرام پر اور بالخصوص امام ذہبی پر جاتا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ''علم تین اشخاص کے گرد محیط ہے، مالک (ابن انس)، لیث (ابن سعد) اور (سفیان) ابن عینیہ۔''

امام شافعیؒ کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: ''مَیں کہتا ہوں کہ سات اور اشخاص ہیں جن کے گرد علم محیط ہے اور وہ ہیں الاوزاعی، الثوری، معمر، ابوحنیفہ، شعبہ، حمّاد اور حمّاد بن زید۔''[45]

امام ذہبیؒ روایت کرتے ہیں کہ وکیع ابن جرّاح اور یحیٰی القطان، امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔[46] امام ذہبیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کا شمار امام سعید ابن مسیّب، امام شعبی، امام نخعی، امام زہری، امام اوزاعی اور امام اعمش کے ساتھ اُمّت کے اُن علمائے کرام میں کیا ہے جو اپنے زمانے میں پیشوا

---

[44] ایضاً: ج ۱، ص ۱۶۸

{أبو حنيفة الامام الأعظم فقيه العراق}

[45] امام ذہبی: سير اعلام النبلاء، ج۸، ص۹۴. مؤسسة الرسالة، بيروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

{قَالَ الشَّافِعِيّ: العِلْمُ يَدُوْرُ عَلَى ثَلاثَةٍ: مَالِكٍ، وَاللَّيْثِ، وَابْنِ عُيَيْنَةَ. قُلْتُ: بَلْ وَعَلَى سَبْعَةٍ مَعَهُم، وَهُمُ: الْاَوْزَاعِيُّ، وَالثَّوْرِيُّ، وَمَعْمَرٌ، وَأَبُو حَنِيفَةَ، وَشُعْبَةُ، وَالحَمَّادَانِ}

[46] امام ذہبی: تذكرة الحفاظ، ج ۱، ص۳۰۷. دارالكتب العلمية، بيروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء

{قال يحيىٰ: ما رأيت أفضل منه يقوم الليل ويسرد الصوم ويفتي بقول أبي حنيفة وكان يحيى القطان يفتي بقول أبي حنيفة أيضا}

تھے۔[47] واضح رہے کہ امام ذہبی نے امام ابوحنیفہؒ کا ذکر اُن ائمہ کرام کے ساتھ کیا ہے جو فنِ حدیث میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ امام ذہبیؒ کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ فقہ اور حدیث دونوں میں امامت کا درجہ رکھتے تھے۔

امام ذہبیؒ رقم طراز ہیں کہ ''جب ۱۵۰ھ کے حدود میں اکثر اور عام تابعین ختم ہوگئے تو ناقدین رجال کی ایک جماعت نے توثیق و تضعیف کے باب میں کلام کیا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ نے جابر جعفی پر جرح کرتے ہوئے فرمایا: جابر جعفی سے بڑا جھوٹا میں نے نہیں دیکھا۔''[48]

جابر بن جعفی پر امام اعظم ابوحنیفہؒ کی اس جرح کو امام ابن عدیؒ اور امام ترمذیؒ نے مقدّم رکھا۔[49]

امام ترمذیؒ اپنی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ''میں نے جابر الجعفی سے بڑا کوئی کذّاب اور عطا ابن ابی الرباح سے بہتر کسی کو نہ پایا۔''[50]

امام ذہبیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ مَیں نے ربیعہ اور

---

[47] امام ذہبی: سير اعلام النبلاء، ج۹، ص۵۲۵. مؤسسة الرسالة، بيروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

[48] امام ذہبی: ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل، ص۱۷۵. دار البشائر الاسلامية، بيروت ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

{فلما كان عند انقراض عامّةِ التابعين في حدود الخمسين ومئة، تكلّم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف. فقال أبو حنيفة: ما رأيتُ أكذب من جابر الجعفي}

[49] امام ابن عدی: الكامل في ضعفاء الرجال، ج۲، ص۱۱۳، دارالفكر، بيروت ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء

[50] امام ترمذی: جامع الترمذی، ج۵، ص ۷۴۱، كتاب العلل، مصطفىٰ الباب الحلبي، مصر ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

{حدثنا محمود بن غيلان حدثنا أبو يحيى الحماني قال سمعت أبا حنيفة يقول ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح}

ابوزناد دونوں کو دیکھا اور ابوزناد کو بہتر فقیہہ پایا۔''[۵۱]

امام ابوحنیفہ ؒ کی اس تعدیل کو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدّم رکھا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ فنِ جرح و تعدیل میں بھی امام تھے۔

واضح رہے کہ فنِ حدیث کے کسی امام نے اگر کسی راوی سے حدیث روایت نہ کی ہو تو وہ راوی ''ضعیف'' کے درجے میں خود بہ خود شامل نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر امام بخاری ؒ نے اپنی کتاب ''صحیح البخاری'' میں امام احمد بن حنبل ؒ سے صرف دو احادیث روایت کی ہیں، ان میں سے ایک ہی بالواسطہ ہے۔ اس سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ امام احمد بن حنبل ؒ حدیث میں ضعیف راوی کا درجہ رکھتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح امام بخاری ؒ نے امام شافعی ؒ سے صحیح بخاری میں ایک بھی حدیث نقل نہیں کی ہے۔ اس سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ امام شافعی ؒ حدیث میں ایک ضعیف راوی کا درجہ رکھتے ہیں۔ کسی راوی سے حدیث روایت نہ کرنے کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر امام بخاری ؒ کے دور میں ''فتنۂ خلقِ قرآن'' عروج پر تھا۔ امام بخاری ؒ کا اپنے شیخ امام ذُہلی ؒ سے اس موضوع پر کچھ لفظی اختلاف تھا۔ اس اختلاف کی بنا پر بعض لوگوں نے امام بخاری ؒ کے متعلق افواہ اُڑا دی کہ وہ قرآن شریف کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ جب امام ذُہلی نے ان افواہوں کو سُنا تو انہوں نے اپنے شاگرد امام بخاری ؒ سے نہ صرف قطع تعلق کر لیا بلکہ لوگوں کو امام بخاری ؒ کے درس کے حلقوں میں جانے سے منع فرمایا۔ اس بنا پر امام مسلم ؒ کے سوا باقی لوگوں نے امام بخاری ؒ کے حلقوں میں جانا بند کر دیا۔

امام بخاری ؒ اس واقعے سے اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ نیشاپور شہر چھوڑ کر

[۵۱] امام ذہبی: تذکرة الحفاظ، ج ۱، ص ۱۳۵ . دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء
{وقال أبو حنيفة رأيت ربيعة وأبا الزناد وأبو الزناد ?فقه الرجلين}

واپس اپنے وطن بخارا تشریف لے گئے۔[۵۲]

غور فرمائیے کہ جب تمام لوگوں نے امام بخاری ؒ کے حلقوں میں جانا بند کر دیا، اُس وقت اُن کے شاگرد امام مسلم ؒ نے اُن کا ساتھ نہ چھوڑا۔ لیکن اس قربت کے باوجود امام مسلم ؒ نے اپنی ''صحیح مسلم'' میں امام بخاری ؒ سے ایک بھی حدیث روایت نہیں کی ہے اور نہ ہی اُن کے استاذ امام ذُہلی ؒ سے، جو امام مسلم ؒ کے بھی استاذ ہیں۔ امام مسلم ؒ نے افواہوں کی وجہ سے احتیاط برتتے ہوئے امام بخاری ؒ اور امام ذہلی ؒ سے حدیثیں روایت نہ کیں۔ اس واقعے سے یہ استدلال کرنا کہ امام بخاری ؒ اور امام ذہلی ؒ حدیث میں ضعیف تھے، ہرگز درست نہ ہوگا۔

ٹھیک اسی طرح امام ابوحنیفہ ؒ کے دور میں ایمان کی تعریف کے متعلق علما میں چند اختلافات تھے۔ امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک ایمان تصدیق بالقلب اور اقرار باللّسان کا نام ہے۔ اور اعمال ایمان کا جُز نہ ہو کر ایمان کی روشنی کے بڑھنے اور گھٹنے کا سبب ہیں۔ دیگر علمائے کرام کا یہ نظریہ تھا کہ اعمال ایمان کا حصّہ ہیں۔ امام ابوحنیفہ ؒ کے بعض مخالفین اور حاسدین نے یہ افواہ اُڑا دی کہ امام ابوحنیفہ ؒ اعمال کو اسلام سے ہی خارج مانتے ہیں۔ اس اُصولی اختلاف اور افواہ کی بنا پر بعض محدثین نے احتیاط برتتے ہوئے امام ابوحنیفہ ؒ سے براہِ راست حدیث روایت نہ کی۔ لیکن اس سے یہ استدلال کرنا کہ امام ابوحنیفہ ؒ ایک ضعیف راوی تھے، محض تعصّب کی دلالت کرتا ہے۔

اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ ابنِ تیمیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''امام ابوحنیفہ کے علمی مقام میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بعد کے لوگوں نے اُن کی طرف بہت سی جھوٹی باتیں گھڑ دیں، جو سراسر غلط ہیں۔ ان سب کا مقصد امام ابوحنیفہ کی شخصیت کو

[۵۲] امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۴۵۸. مؤسسة الرسالة ،بیروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

مجروح کرتا تھا۔‘‘[۵۳]

امام محمد ابن حسن شیبانی رحمہ اللہ (م ۱۸۹ھ/ ۸۰۵ء) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور شاگردوں میں سے ایک ہیں، انھوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایتوں کو ’’کتاب الآثار‘‘ میں مرتب کیا۔ صحابہ کرام کے دور کے بعد یہ سب سے پہلے مرتب کی گئی کتاب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث کی روایت کے بڑے سخت قانون بنائے تھے۔ امام طحاوی (م ۳۲۱ھ/ ۹۳۳ء) نے اپنی سَند سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ’’کوئی شخص تب تک حدیث روایت نہ کرے، جب تک کہ اس نے سننے کے دن سے روایت کے دن تک بخوبی یاد رکھا ہو۔‘‘[۵۴]

امام ذہبی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ’’امام ابوحنیفہ صرف اُن حدیثوں کو روایت کرتے جن کے وہ خود حافظ ہوتے۔‘‘[۵۵]

امام نووی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ’’امام مالک اور امام ابوحنیفہ کی یہ رائے ہے کہ کوئی حدیث تب تک قابلِ حجّت نہیں ہوسکتی، جب تک کہ راوی اپنے حافظے سے اس کو روایت نہ کرے۔ اور یہ ایک بڑا ہی سخت اور شدید نظر یہ ہے۔‘‘

امام نووی رحمہ اللہ کے اس قول پر حاشیہ لکھتے ہوئے امام سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ ’’یہ نظر یہ بڑا ہی سخت اور شدّت والا ہے اور علما نے اس کے برعکس عمل کیا ہے۔ کیوں کہ

۵۳۔ شیخ ابن تیمیه: منهاج السنة النبوية، ج۲، ص ۶۱۹. مؤسسة القرطبة، قاهره، مصر ۱۴۰۶ ھ/ ۱۹۸۶ء

{كما أن أبا حنيفة – وأن كان الناس خالفوه فی أشياء وأنكروها عليه – فلا يستريب أحد فی فقهه وفهمه وعلمه. وقد نقلوا عنه أشياء يقصدون بها الشناعة عليه، وهی كذب عليه قطعاً}

۵۴۔ ملّا علی القاری: شرح مسند ابی حنيفة، ص۷، دارالكتب العلمية، بيروت ۱۴۰۵ ھ /۱۹۸۵ء

{قال الطحاوی حدثنا سليمان بن شعيب حدثنا أبی قال أملا علينا أبو يوسف قال قال أبو حنيفة لا ينبغی للرجل أن يحدث من الحديث الا بما حفظه من يوم سمعه الی يوم يحدث به}

۵۵۔ امام ذهبی: سير اعلام النبلاء، ج۶، ص ۳۹۵. مؤسسة الرسالة ،بيروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

{قَالَ مُحَمَّدُ بنُ سَعْدٍ العَوْفِیُّ: سَمِعْتُ يَحْيیٰ بنَ مَعِيْنٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ ثِقَةً، لاَ يُحَدِّثُ بِالحَدِيْثِ اِلَّا بِمَا يَحْفَظُ، وَلاَ يُحَدِّثُ بِمَا لاَ يَحْفَظُ}

اس شرط کے مطابق راوی کا ملنا بہت ہی مشکل ہے۔ اور صحیحین کے چند ایک راویوں کو چھوڑ کر کوئی بھی اس شرط پر کھرا نہیں اُترتا۔‘‘[۵۶]

ان وجوہات سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قلتِ روایت کا سبب معلوم ہوتا ہے۔

علمِ حدیث میں راوی اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان جو اسناد پائی جاتی ہیں وہ جتنی کم ہوں، اس سَند کا مرتبہ اتنا بالاتر ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ (م ۲۵۶ھ/ ۸۷۰ء) کی صحیح بخاری میں ایسی بائیس (۲۲) حدیثیں پائی جاتی ہیں جن کی اسناد میں امام بخاری رحمہ اللہ اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان صرف تین راوی ہیں۔ اس طرح کی تین راویوں والی اسناد کو ’ثُلاثیات‘ کہتے ہیں۔ یہ بائیس حدیثیں امام بخاری رحمہ اللہ کی سب سے بالا مرتبے کی احادیث ہیں۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ان بائیس میں سے بیس کے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ اور ان بیس روایتوں میں سے گیارہ روایتیں مکّی بن ابراہیم رحمہ اللہ نے روایت کی ہیں جو امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد۔ اس سے واضح ہوا کہ امام بخاری، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ’’پوتے شاگرد‘‘ ہوئے۔ دراصل امام بخاری رحمہ اللہ کئی نسبتوں سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ’’پوتے شاگرد‘‘ ہوتے ہیں، لیکن یہاں پر ہم صرف ایک مثال دینے پر اکتفا کریں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں اپنے والد اسمٰعیل سے جو روایت کرتے ہیں ابن مبارک سے، جو روایت کرتے ہیں امام ابوحنیفہ سے۔ اس سند کی تفصیل اس طرح ہے:

۵۶۔ امام سيوطی: تدريب الراوی فی شرح تقريب النواوی، ج۲، ص۵۵، دارالكتب العلمية، بيروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء

{فمن المشدّدين من قال: لا حجّة الا فيما رواهُ من حفظه وتذكره، روی عن مالك، وابی حنيفة، وأبی بكر الصيدلانی.}

{وهذا مذهب شديد، وقد استقر العمل على خلافه، فلعل الرواة فی الصحيحين ممن يوصف بالحفظ لا يبلغون النصف}

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ الجعفی البخاری والدِ محترم صاحبِ صحیح (البخاری) انہوں نے حمّاد ابن زید اور عبداللہ ابن مبارک سے روایت کی۔"[۵۷]

امام بخاری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں: "ابن مبارک نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی۔"[۵۸]

اس گفتگو سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ امام بخاری اپنے والد سے روایت کرتے اور وہ ابن مبارک سے، اور وہ امام ابوحنیفہ سے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "سب سے اعلیٰ درجے کے شیوخ جن سے امام بخاری نے روایت کی وہ تابعین کا طبقہ ہے، جن میں مکّی بن ابراہیم، ابو عاصم بن نبیل، عبیداللہ بن موسیٰ، ابونُعیم اور خلّاد بن یحییٰ شامل ہیں۔"[۵۹]

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے یہ سب سے اعلیٰ درجے کے شیوخ میں خالد بن یحیی کے سوا سب کے سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔[۶۰]

فنِ حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بالا و اولیٰ مقام کا مرتبہ اس حقیقت سے

---

[۵۷] امام ابن حجر: تهذيب التهذيب، ج ۱، ص ۱۴۰، مؤسسة الرسالة، بيروت ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء
{اسماعيل بن ابراهيم بن المغيرة الجعفع البخارى والد الامام صاحب الصحيح روى عن حماد بن زيد وابن المبارك}

[۵۸] امام بخاری: تاريخ الكبير، ج۴، ص ۸۱، حديث ۲۲۵۳، دارالكتب العلمية، بيروت ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء
{نعمان بن ثابت أبو حنيفة الكوفى مولى لبنى تيم الله بن ثعلبة روى عنه عباد بن العوام وابن المبارك وهشيم ووكيع ومسلم بن خالد وأبو معاوية والمقر}

[۵۹] امام ابن حجر عسقلانی: فتح البارى، ج ۱، ص ۵۰۳، سلطان بن عبدالعزيز مطبعة، رياض ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۱ء

[۶۰] امام ذہبی: مناقب الامام أبى حنيفة وصاحبيه أبى يوسف و محمد بن الحسن، ص ۲۰. جنة احياء المعارف النعمانية، الهند ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء

لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے پندرہ (۱۵) ایسی حدیثیں روایت کی ہیں، جن کی سَند میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان صرف ایک راوی ہے۔ اور وہ راوی کوئی اور نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے ہیں۔ ایسی اسناد جس میں راوی اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان صرف ایک فرد ہو، وہ "وُحدان" کہلاتی ہیں۔ فقہ کے چار مجتہد ائمہ میں صرف اور صرف امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے "وُحدان" احادیث روایت کی ہیں۔ اگر راوی اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان دو افراد ہوں، تو یہ سَند "ثُنائیات" کہلاتی ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تقریباً پانچ سو (۵۰۰) ثُنائیات کی روایات کی ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے بھی چند ایک ثُنائیات کی روایت کی ہے۔ اگر راوی اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان تین افراد ہوں تو یہ سَند "ثُلاثیات" کہلاتی ہیں۔ امام اعظم رحمہ اللہ نے تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) ثُلاثیات کی روایت کی ہے۔ غور فرمائیں امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس صرف اور صرف بائیس (۲۲) ثُلاثیات ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک ہزار (۱۰۰۰) ثُلاثیات روایت کی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے درمیان ایک، دو اور تین افراد والی ان روایتوں کو امام یوسف رحمہ اللہ (م ۱۸۲ھ/ ۷۹۸ء) کی "کتاب الآثار"، امام محمد حسن الشیبانی رحمہ اللہ (م ۱۸۹ھ/ ۸۰۵ء) کی "کتاب الآثار"، امام خوارزمی رحمہ اللہ (۵۶۸ھ/ ۱۱۷۲ء) کی "مناقب امام اعظم" اور "جامع المسانید" اور امام کُردری رحمہ اللہ (م ۸۲۷ھ/ ۱۴۲۴ء) کی "مناقب امام اعظم" میں دیکھا جا سکتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندے اور ولی تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی دین سیکھنے، اس پر عمل کرنے اور سکھانے میں صرف کی۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں: "مَیں نے یحییٰ القطان کو کہتے سنا کہ وہ امام ابوحنیفہ کی صحبت میں بیٹھا اور ان سے سماعت کی۔ واللہ جب مَیں ان کے چہرے کو دیکھتا تو مجھے اس بات کا علم ہوتا

کہ وہ خشیتِ الٰہی میں غرق رہتے تھے۔"[۶۱]

علی بن مدینی روایت کرتے ہیں: "مَیں نے سفیان بن عینیہ سے سنا کہ ابوحنیفہ ایک معزز شخص تھے اور اپنی زندگی کی ابتدا سے ہی نمازوں کی کثرت کرتے تھے۔"[۶۲]

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درجات دونوں جہاں میں بلند فرمائے اور ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل کرنے اور عام کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ نبی الکریم صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم۔

---

۶۱ امام الخطیب البغدادی: تاریخ بغداد، ج ۱۵، ص ۴۸۲، دارالغرب السلامی، بیروت ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء

{وورعه أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق حدثنا أحمد بن علی بن عمر بن حبیش الرازی قال سمعت محمد بن أحمد بن عصام یقول سمعت محمد بن سعد العوفی یقول سمعت یحییٰ بن معین یقول سمعت یحیی القطان یقول جالسنا والله أبا حنیفة وسمعنا منه وکنت والله اذا نظرت الیه عرفت فی وجهه أن یتقی الله عز و جل}

۶۲ ایضاً: ج۱۵، ص۴۸۳

{أخبرنا أبو نعیم الحافظ أخبرنا عبد الله بن جعفر بن فارس فیما أذن لی أن أرویه عنه قال حدثنا هارون بن سلیمان حدثنا علی بن المدینی قال سمعت سفیان بن عیینة یقول کان أبو حنیفة له مروءة وله صلاة فی أول زمانه.}